از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: یکم نومبر 1956

دوارکاداس بھاٹیہ

بنام

دی سٹیٹ آف جموں وکشمیر۔

[جگندھاداس، بی پی سنہا اور جعفر امام جسٹس صاحبان]

امتناعی نظر بندی-پاکستان میں ضروری اشیا کے تین زمروں کی مبینہ غیر قانونی اسمگلنگ پر مبنی بنیاد-دو زمرے ضروری اشیا نہیں پائے گئے-آیا نظر بندی کا حکم ناقص ہے-جموں وکشمیر امتناعی نظر بندی ایکٹ 2011، دفعات 3(2)اور12(1)۔

درخواست گزار کو جموں وکشمیر امتناعی نظر بندی ایکٹ 2011 کی دفعہ 3(2) کے تحت جموں کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے منظور کردہ نظر بندی کے حکم کی بنیاد پر حراست میں لیا گیا تھا اور اس حکم کی تصدیق اور جاری رکھا گیا تھا۔ ایڈوائزری بورڈ کی رائے لینے کے بعد ایکٹ کی دفعہ 12 (1) کے تحت ریاست جموں وکشمیر کی حکومت کی طرف سے منظور کردہ حکم۔ حکم نامے میں کہا گیا کہ درخواست گزار کو کمیونٹی کے لیے ضروری سامان اور خدمات کی دیکھ بھال کے لیے متعصبانہ انداز میں کام کرنے سے روکنے کے لیے حراست میں لینا ضروری تھا اور یہ درخواست گزار کی طرف سے پاکستان میں شیفون کپڑا، زری اور پارے جیسے ضروری سامان کی مبینہ غیر قانونی اسمگلنگ کی بنیاد پر تھا۔ یہ پایا گیا کہ شیفون کا کپڑا اور زری ضروری سامان نہیں تھے۔ یہ ثابت نہیں ہوا کہ درخواست گزار سے منسوب اسمگلنگ کافی حد تک صرف پارے کی تھی یا یہ کہ شیفون کپڑے اور زری کے حوالے سے اسمگلنگ غیر اہم نوعیت کی تھی۔

حکم ہوا کہ، حکم خراب تھا اور اسے منسوخ کیا جانا چاہیے۔ حراست میں لینے والے اتھارٹی کا سابجیکٹیو اطمینان مناسب طریقے سے ان تمام وجوہات پر مبنی ہونا چاہیے جن پر وہ مبنی ہونا چاہتا ہے۔ اگر ان میں سے کچھ وجوہات غیر موجود یا غیر متعلقہ پائی جاتی ہیں، تو عدالت یہ پیش گوئی نہیں کر سکتی کہ ان وجوہات کو خارج کرنے پر اتھارٹی کا سابجیکٹیو اطمینان کیا ہوتا۔ بقیہ وجوہات پر حکم کو برقرار

رکھنا اتھارٹی کے سابجیکٹ اطمینان کے لیے عدالت معروضی معیارات کو تبدیل کرنا ہوگا۔ تاہم عدالت کو مطمئن ہونا چاہیے کہ مبہم یا غیر متعلقہ بنیادیں ایسی ہیں کہ اگر خارج کر دی جائیں تو اتھارٹی کے سابجیکٹ اطمینان کو معقول طور پر متاثر کر سکتی ہیں۔

کیشو تلپڑے بنام دی کنگ امپیرر ([1943] ایف سی آر 88)، آتمارام سرید ھر وید یا کا مقدمہ ([1951] ایس سی آر 167)، ڈاکٹر رام کرشن بھاردواج بنام ریاست دہلی ([1953] ایس سی آر 708) اور شیبن لال سکسینا بنام ریاست یوپی ([1954] ایس سی آر 418)، پر انحصار کیا۔

بنیادی دائرہ اختیار فیصلہ: پٹیشن نمبر 172، سال 1956۔

آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت حکم پیشگی ملزم کی نوعیت کی رٹ کے لیے۔

درخواست گزار کی طرف سے ایس این اینڈلی، عدالتی معاون۔

جواب دہندہ کی طرف سے پورس اے مہتا، ٹی ایم سین اور آر ایچ دھیبر۔

1956. یکم نومبر۔

عدالت کا فیصلہ جگناداس جسٹس نے سنایا۔

یہ آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت درخواست گزار کی طرف سے ریاست جموں و کشمیر کے خلاف حکم پیشگی ملزم کی نوعیت کی رٹ جاری کرنے کے لیے ایک درخواست ہے جو 5 ستمبر 1956 کے ایک حکم کی بنیاد پر نظر بند تھی، جسے ریاست جموں و کشمیر کی حکومت نے جموں و کشمیر امتناعی نظر بندی ایکٹ 2011 کی دفعہ 12 کی ذیلی دفعہ (1) کے ساتھ لی گئی دفعہ 3 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت جاری کیا تھا (جسے اس کے بعد ایکٹ کہا گیا ہے)۔ درخواست گزار کو سب سے پہلے یکم مئی 1956 کو ایکٹ کی دفعہ 3 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت جموں کے ضلع مجسٹریٹ کے ذریعے منظور کردہ حکم کی بنیاد پر حراست میں رکھا گیا تھا، اور اس حکم کی تصدیق کی گئی اور 5 ستمبر 1956 کو ایڈوائزری بورڈ کی رائے لینے کے بعد حکومت نے ایکٹ کی دفعہ 12 کی ذیلی دفعہ (1) کے تحت اسے جاری رکھا۔ حراست کے دو احکامات، یکم مئی 1956 کے ضلعی مجسٹریٹ میں سے ایک اور 5 ستمبر 1956 کے حکومت کے دوسرے حکم نامے میں کہا گیا ہے کہ درخواست گزار کو حراست میں لینے کی ہدایت کی گئی ہے کیونکہ اس طرح کا حکم دینا ضروری تھا تاکہ اسے اس انداز میں کام کرنے سے روکا جا سکے جو معاشرے کے

لیے ضروری سامان اور خدمات کی دیکھ بھال کے لیے نقصان دہ ہو۔ جموں کے ضلع مجسٹریٹ کی طرف سے 31 مئی 1956 کو درخواست گزار کو مطلع کردہ حراست کی بنیادیں مندرجہ ذیل ہیں:

"1. کہ آپ فیروز پور اور امرتسر سرحد کے بذریعے پاکستان میں ضروری سامان کی اسمگلنگ کرتے رہے، لیکن مذکورہ سرحدوں کو سخت کرنے کے بعد سے آپ نے حال ہی میں اپنی اسمگلنگ کی سرگرمیوں کو ریاست جموں و کشمیر میں رنبیر سنگھ پورہ پاکستان کی سرحدوں پر منتقل کر دیا ہے اور اس سرحد کے بذریعے پاکستان میں کپڑے، زری اور پارے جیسے ضروری سامان کی غیر قانونی اسمگلنگ کر رہے ہیں (اس طرح ریاست کشمیر میں عوام کی معاشی حالت پر منفی اثر پڑ رہا ہے)۔

2. کہ پاکستان میں سامان کی اسمگلنگ کے مذکورہ مقصد کے لیے آپ 7 اپریل 1956 کو درسوپورا گاؤں گئے اور درسوپورا تحصیل رنبیر سنگھ پورہ کے رہائشی سورج دین کے بیٹے غلام احمد اور میران صاحب تحصیل رنبیر سنگھ پورہ کے رہائشی فرانگی کے بیٹے رام لال اور دیگر جو اسی طرح اس طرح کے اسمگلنگ کے کاروبار کے عادی ہیں، سے رابطہ کیا اور ان کی مدد سے رنبیر سنگھ پورہ پاکستان سرحد کے بذریعے پاکستان کو 2500 روپے مالیت کے شیفون کپڑے کی برآمد کے انتظامات کیے۔

3. کہ 11-4-1956 پر، آپ نے امرتسر سے جموں توی کے میسرز جے گوپال راج کمار شیگل کے بذریعے ریشم کے کپڑے کی 3 گھٹری بیاض کروائیں اور یہ گھٹری اپنے پتے پر حاصل کیں، اور اسی دن آپ نے امرتسر کے ایس کانتی لال زریان والا کے بذریعے تلا کا ایک پیکیج بیاض کرایا اور جموں توی کے لیے "خود کو" بھی بھیجا۔

کہ مذکورہ بالا ان پیکجوں کی بکنگ کے بعد آپ جموں آئے اور ان کی آمد کا انتظار کیا اور مذکورہ بالا افراد غلام احمد اور رام لال سے رابطہ کیا۔

کہ 15 اپریل 1956 کو آپ نے پنجاب نیشنل بینک سے ٹرانسپورٹ کی رسید حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن ایسا کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے کیونکہ یہ عام تعطیل تھی۔ اس دوران آپ کی سرگرمیاں افشا ہو گئیں اور سامان کو سنٹرل کسٹمز اینڈ ایکسائز ڈپارٹمنٹ بھارت نے ضبط کر لیا۔

2. دیگر حقائق بھی ہیں لیکن وہ نہیں دیے جا سکتے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا انکشاف عوامی مفاد کے خلاف ہو گا۔

کہ مذکورہ بالا سرگرمیوں کا سہارا لے کر آپ کمیونٹی کے لیے ضروری سامان اور خدمات کی دیکھ بھال کے لیے متعصبانہ انداز میں کام کر رہے ہیں اور کر رہے ہیں۔"

مذکورہ بالا بنیادوں سے یہ دیکھا جائے گا کہ حراست کی وجہ مبینہ طور پر "کپڑا، زری اور پارے جیسے ضروری سامان کی سرحد کے بذریعے پاکستان میں غیر قانونی اسمگلنگ ہے، جس سے ریاست کشمیر میں عوام کی معاشی حالت پر منفی اثر پڑتا ہے"۔ بنیاد کے پیراگراف 2 میں دی گئی تفصیلات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پیراگراف 1 میں جس کپڑے کا حوالہ دیا گیا ہے وہ شیفون کپڑا ہے۔ جموں و کشمیر کی عدالت عالیہ، جس کے پاس اس درخواست گزار کی طرف سے سامان کی غیر قانونی اسمگلنگ کے الزام میں اسی طرح حراست میں لیے گئے متعدد دیگر افراد کے ساتھ اسی طرح کی درخواست دائر کی گئی تھی، نے 21 جون 1956 کے اپنے فیصلے میں کہا ہے کہ شیفون کپڑا ضروری اشیاء کے زمرے میں نہیں ہے جیسا کہ جموں و کشمیر کے ضروری رسد (عارضی اختیارات) آرڈیننس میں بیان کیا گیا ہے۔ عدالت عالیہ کے فیصلے میں اس بات کا کوئی اشارہ نہیں ہے کہ کیا اسی لحاظ سے زری ایک ضروری شے ہے یا نہیں۔ لیکن اس عدالت ایک سوال کے جواب میں، ریاست جموں و کشمیر کی جانب سے ہمارے سامنے پیش ہونے والے شری پورس مہتا نے ہدایات پر کہا ہے کہ زری جو کہ واضح طور پر ایک عیش و عشرت کی چیز ہے، مذکورہ آرڈیننس کے تحت ضروری قرار دی گئی اشیا میں سے ایک نہیں ہے۔ عدالت عالیہ نے جب درخواستوں کے مجموعہ سے نمٹا، جن میں سے ہمارے سامنے درخواست گزار کی درخواست ایک تھی، تو اس بنیاد پر متعدد دیگر افراد کی حراست کو کالعدم قرار دے دیا کہ ان معاملات میں متعلقہ افراد سے منسوب اسمگلنگ ضروری سامان کی نہیں تھی۔ جہاں تک اس درخواست گزار کا تعلق ہے، عدالت عالیہ نے مندرجہ ذیل فیصلہ دیا:

"دواریکا داس بھاٹیہ کا معاملہ بالکل مختلف سطح پر کھڑا ہے۔ اس کے خلاف الزام یہ ہے کہ اس نے پارے کی ایک خاص مقدار کے ساتھ کپڑا اور زری جیسے کچھ سامان پاکستان میں سمگل کیے۔ مرکری ایک غیر آہندار دھات ہے اور ضروری رسد (عارضی اختیارات) آرڈیننس میں دی گئی ایک ضروری شے کی تعریف کے مطابق، مرکری ایک ضروری شے ہے۔ ایسا ہونے کی وجہ سے دواریکا داس بھاٹیہ کی حراست کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔"

ہمارے سامنے جو بات اٹھائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ حراست اس مفروضے پر مبنی ہے کہ شیفون کپڑا اور زری کے ساتھ ساتھ پارہ بھی تمام ضروری اشیا ہیں اور چونکہ اسمگلنگ کے حوالے سے

سامان کی تین میں سے دو اقسام جن کی حراست کی ہدایت کی گئی ہے، ضروری اشیا نہیں پائی جاتی ہیں، اس لیے پورا آرڈر غیر قانونی ہے، حالانکہ ان اشیا میں سے ایک، یعنی, پارہ ایک ضروری شے ہے۔ اس دلیل کی حمایت میں، ڈاکٹر رام کرشن بھاردواج بنام دی اسٹیٹ آف دہلی ([1])، اور شیبن لال سکسینا بنام دی اسٹیٹ آف یو پی ([2]) میں اس عدالت مقدمات پر انحصار کیا جاتا ہے۔ ریاست جموں و کشمیر کے فاضل وکیل کا کہنا ہے کہ ان فیصلوں کے اصول کا موجودہ معاملے پر کوئی اطلاق نہیں ہے، اور اس میں فرق کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان دونوں صورتوں کے بنیادی اصول کو سمجھنے کے لیے ان کا کچھ تفصیل سے جائزہ لینا ضروری ہے۔

ڈاکٹر رام کرشن بھاردواج کے معاملے (اوپر) میں جو دو نکات اٹھائے گئے تھے وہ یہ تھے کہ (1) آیا حراست کا حکم غلط ہے اگر اس کی حمایت میں فراہم کردہ بنیادیں مبہم ہیں، اور (2) کیا ایک یا کچھ مختلف بنیادوں کی مبہمیت پورے حکم کو خراب کرتی ہے۔ اس کیس میں پیش کی گئی دلیل آتمارام سریدھر ویدیا کے کیس ([3]) کے فیصلے میں اس عدالت ذریعے اپنائے گئے نقطہ نظر پر مبنی تھی۔, کہ حراست کے حکم کے خلاف متعلقہ اتھارٹی اور ایڈوائزری بورڈ کے سامنے منصفانہ نمائندگی کرنے کے لیے حراست کے اختیار پر بنیاد فراہم کرنے کی ذمہ داری اس مقصد کے لیے عائد کی گئی ہے۔ دلیل یہ تھی کہ ایسے معاملے میں جہاں ایک یا ایک سے زیادہ بنیاد مبہم ہیں، درخواست گزار اس بنیاد کے حوالے سے مناسب نمائندگی کرنے میں معذور ہے اور اس کی نمائندگی اگر دوسری بنیادوں کے حوالے سے موثر بھی ہو، تو وہ اس بنیاد کے حوالے سے سزا دلانے میں ناکام ہو سکتی ہے جو مبہم ہے اور اس کے نتیجے میں حراست کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ عدالت نے کہا کہ دلیل طاقت کے بغیر نہیں تھی اور اس نے مندرجہ ذیل قرار دیا:

" تاہم سوال یہ نہیں ہے کہ آیا درخواست گزار حقیقت میں اپنی نمائندگی کے ذریعے اپنی رہائی حاصل کرنے کے معاملے میں متعصبانہ طور پر متاثر ہو گا، بلکہ یہ ہے کہ آیا اس کے آئینی تحفظ کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ احتیاطی حراست ذاتی آزادی پر ایک سنگین حملہ ہے اور اس طرح کے معمولی تحفظات جو آئین نے اختیارات کے نامناسب استعمال کے خلاف فراہم کیے ہیں، عدالت ذریعے حسد سے دیکھے جانے اور نافذ کیے جانے چاہئیں۔ ہماری رائے ہے کہ اس آئینی تقاضے کو آرٹیکل 22 کی شق (6) کے تحت استحقاق کے دعوے کے تابع، حراست میں لیے گئے شخص کو بتائے گئے ہر بنیاد کے حوالے سے پورا کیا جانا چاہیے۔ کہ مذکورہ زمین کے حوالے سے نہیں کیا گیا

ہے۔ درخواست گزار کی حراست کو آرٹیکل 21 کے معنی میں قانون کے ذریعہ قائم کردہ طریقہ کار کے مطابق نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔

شیبن لال سکسینا بنام دی اسٹیٹ آف یوپی (اوپر) ایک ایسا معاملہ ہے جہاں سوال ایک مختلف شکل میں پیدا ہوا۔ نظر بند افراد کو دی گئی نظر بندی کی بنیادیں دوہری نوعیت کی تھیں، یعنی دو مختلف زمروں میں آتی ہیں، یعنی۔(1) کمیونٹی کے لیے ضروری سامان کی دیکھ بھال کے لیے نقصان دہ، اور (2) عوامی نظم و ضبط کی بحالی کے لیے نقصان دہ۔ جب معاملہ ایڈوائزری بورڈ کو بھیجا گیا تو اس نے مؤقف اختیار کیا کہ مذکورہ بالا میں سے پہلی بنیاد کو حقیقت کے طور پر نہیں بنایا گیا بلکہ دوسری بنیاد پر حکم کو برقرار رکھا گیا۔ عدالت کے سامنے سوال یہ تھا کہ کیا نظر بندی کے اصل حکم کی اس تصدیق کو برقرار رکھا جا سکتا ہے، جب کہ دو میں سے ایک بنیاد ایڈوائزری بورڈ کے پاس موجود نہیں تھی۔ محترم المقام نے اس معاملے کو مندرجہ ذیل طریقے سے نمٹا:

"اس عدالت کی طرف سے بار بار یہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ امتناعی نظر بندی ایکٹ کے دفعہ 3 کے تحت نظر بندی کا حکم جاری کرنے کا اختیار مکمل طور پر اس دفعہ میں بیان کردہ مناسب اتھارٹی کے اطمینان پر منحصر ہے۔ ان بنیادوں کی مناسبت جس پر اس طرح کے اطمینان کی بنیاد ہونی چاہیے، بشرطیکہ ان کی معقول ممکنہ قدر ہو اور وہ قانون سازی کی شق کے دائرہ کار یا مقصد سے ماورانہ ہوں، اسے عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاسکتا، سوائے بدنیتی کی بنیاد کے۔ قانون عدالت ان حقائق کی سچائی یا بصورت دیگر تفتیش کرنے کی بھی مجاز نہیں ہے جن کا ذکر ایکٹ کی دفعہ 7 کے تحت نظر بند افراد کو مراسلے میں نظر بندی کی بنیاد کے طور پر کیا گیا ہے۔

ایسے معاملات میں پیدا ہونے والی صورتحال کو پیش کرتے ہوئے جہاں ایک بنیاد غیر متعلقہ یا غیر مصدقہ پائی جاتی ہے، عدالت نے مندرجہ ذیل بیان کیا:

"سوال یہ ہے کہ کیا ایسے حالات میں ایکٹ کی دفعہ 3(1)(a) کے تحت دیے گئے اصل حکم کو قائم رہنے دیا جا سکتا ہے۔ جواب، ہماری رائے میں، صرف منفی میں ہو سکتا ہے۔ نظر بندی کے اختیار نے درخواست گزار کو حراست میں لینے کے لیے یہاں دو بنیادیں پیش کیں۔ ہم نہ تو یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ یہ بنیادیں صحیح ہیں یا خراب اور نہ ہی ہم اس بات کا اندازہ لگانے کی کوشش کر سکتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک بنیاد کس طریقے سے اور کس حد تک مناسب اتھارٹی کے ذہن پر کام کرتی ہے اور اس اطمینان کی تخلیق میں معاون ہے جس کی بنیاد پر نظر بندی کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ کہنا کہ دوسری

بنیاد، جو اب بھی باقی ہے، حکم کو بر قرار رکھنے کے لیے کافی ہے، ایگزیکٹو اتھارٹی کے ساپیکش فیصلے کے لیے ایک معروضی عدالتی امتحان کو تبدیل کرنا ہو گا جو قانون کے تحت قانون سازی کی پالیسی کے خلاف ہے۔ ایسے معاملات میں، ہمارے خیال میں، مؤقف ایسا ہو گا جیسے ان دو بنیادوں میں سے ایک ایکٹ کے مقصد کے لیے غیر متعلقہ ہو یا مکمل طور پر گمراہ کن ہو اور اس سے مجموعی طور پر نظر بندی کے حکم کو بگاڑ دے گا۔ یہ اصول، جسے وفاقی عدالت نے کیشو تلپڑے بنام دی کنگ ایمپرر ([1]) کے معاملے میں تسلیم کیا تھا، ہمیں اس معاملے کے حقائق پر کافی درست اور قابل اطلاق لگتا ہے۔"

کیشو تلپڑے کے معاملے ([1]) میں فاضل ججوں نے مندرجہ ذیل بیان کیا:

"اگر کوئی نظر بندی کا اختیار کسی شخص کو نظر بند کرنے کی چار وجوہات بتاتا ہے، ان میں فرق کیے بغیر، اور ان میں سے کسی بھی دو یا تین وجوہات کو غلط قرار دیا جاتا ہے، تو یہ کبھی بھی یقینی نہیں ہو سکتا کہ حکام کے ذہن میں غلط وجوہات کس حد تک چل رہی ہیں یا کیا نظر بندی کا حکم بالکل بھی دیا جاتا اگر ان کے سامنے صرف ایک یا دو اچھی وجوہات ہوتیں۔"

ان تمام فیصلوں کا بنیادی اصول یہ ہے۔ جہاں کسی قانونی اختیار کے پاس مخصوص معاملات کے حوالے سے کسی موضوع کی شخصی اطمینان کی بنیاد پر آزادی سے محروم کرنے کا اختیار ہوتا ہے، اگر اس اطمینان کو متعدد بنیادوں پر یا مختلف وجوہات کی بنا پر کہا جاتا ہے، تو سب کو ایک ساتھ لیا جاتا ہے، اور اگر ان میں سے کچھ غیر موجود یا غیر متعلقہ پائے جاتے ہیں، تو اس اختیار کا استعمال ہی برا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ معاملہ ساپیکش اطمینان کے لیے ہونے کی وجہ سے، اسے مناسب طریقے سے ان تمام وجوہات پر مبنی ہونا چاہیے جن پر اس کی بنیاد ہونی چاہیے۔ اگر ان میں سے کچھ غیر موجود یا غیر متعلقہ پائے جاتے ہیں، تو عدالت یہ پیش گوئی نہیں کر سکتی کہ ان بنیادوں یا وجوہات کو خارج کرنے پر مذکورہ حکام کا ساپیکش اطمینان کیا ہوتا۔ کچھ وجوہات یا بنیادوں کی نااہلی کے باوجود اس طرح کے حکم کی صداقت کو بر قرار رکھنا قانونی اختیار کے ساپیکش اطمینان کے لیے عدالت معروضی معیارات کو تبدیل کرنا ہو گا۔ تاہم، ان اصولوں کو لاگو کرنے میں، عدالت کو مطمئن ہونا چاہیے کہ مبہم یا غیر متعلقہ بنیادیں ایسی ہیں جیسے، اگر خارج کر دی جائیں تو، مناسب اختیار کے ساپیکش اطمینان کو معقول طور پر متاثر کر سکتی ہیں۔ یہ محض اس لیے نہیں ہے کہ نسبتاً غیر ضروری نوعیت کی کوئی بنیاد یا وجہ عیب دار ہے کہ ساپیکش اطمینان پر مبنی اس طرح کے حکم کو غلط قرار دیا جا سکتا ہے۔ عدالت فرد

کی ذاتی آزادی کے تحفظ کے لیے بے چین ہونے کے باوجود اس طرح کے احکامات میں ہلکی مداخلت نہیں کرے گی۔ یہ ان اصولوں کی روشنی میں ہے کہ متنازعہ حکم کی صداقت کا فیصلہ کرنا ہے۔

اس معاملے میں نظر بندی کا حکم اس بنیاد پر دیا گیا ہے کہ درخواست گزار تین اشیاء، کپڑے، زری اور پارے سے متعلق غیر قانونی اسمگلنگ کی سرگرمیوں میں ملوث تھا جن میں سے دو ضروری اشیاء نہیں پائی گئیں۔ ہمارے سامنے کوئی ایسا مواد نہیں رکھا گیا ہے جو ہمیں یہ کہنے کے قابل بنائے کہ درخواست گزار سے منسوب اسمگلنگ کافی حد تک صرف پارے کی تھی اور یہ کہ دیگر دو اشیاء کے حوالے سے اسمگلنگ غیر اہم نوعیت کی تھی۔ دوسری طرف یہ حقیقت کہ 31 مئی 1956 کو نظر بند شخص کو فراہم کی گئی تفصیلات صرف کپڑے اور زری سے متعلق ہیں (ہم سمجھتے ہیں کہ پیراگراف 3 میں مذکور تلا زری ہے) اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ شاید ان دونوں اشیاء کی اسمگلنگ غیر اہم نوعیت کی نہیں تھی۔

اس لیے ہماری واضح رائے ہے کہ اس معاملے میں نظر بندی کا حکم غلط ہے اور اسے منسوخ قرار دیا جانا چاہیے۔ ہم نے اس کے مطابق حکم کو کالعدم قرار دے دیا ہے اور 29 اکتوبر 1956 کو سماعت کے اختتام پر نظر بند افراد کو فوری طور پر رہا کرنے کی ہدایت کی ہے۔

درخواست کی اجازت دی گئی۔